Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal Impact Factor 4.94 ISSN No. 2456-1665

Indian Traditions in Urdu Poetry

ہندوستانی روایات اور اُردو شاعری

Syed Fareed Ahmad Nahri
Asso. Prof. & Head Dept. of Urdu
Milliya Arts, Science & Management Science College, Beed

سیدفرید احمد نہری
اسوسی ایٹ پروفیسر وصدر شعبہءاُردو
ملیہ آرٹس، سائنس اینڈ مینجمنٹ سائنس کالج، بیڑ (مہاراشٹر)

ہر علاقے اور ہر ملک و قوم کی زبان اس ملک اور اس قوم کے جغرافیائی حالات کی تصویر اور اس قوم کی تہذیب و معاشرت کا آئینہ ہوتی ہے۔ اُردو خالصتاً ہندوستانی زبان ہے۔ اس لحاظ سے اُردو شاعری کو ہندوستان کے جغرافیائی حالات اور یہاں کی تہذیب و معاشرت کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ اُردو، اس میں شک نہیں کہ فی الاصل ہندوستانی زبان ہے لیکن اس بات کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اس پر ایرانی زبان و تہذیب کے اثرات بھی بہت گہرے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا شاید غلط نہیں ہوگا کہ زبان کے بنیادی ڈھانچے اور خاکے کے علاوہ اس کے ادب اور موضوعات پر ایرانی چھاپ رہی ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی مناسب ہوگا کہ خود ایرانی تہذیب اور ایرانی ادب بھی اپنی قدیم اور اصل شکل میں ہندوستان نہیں پہنچے تھے اس پر بھی عربی ادب، تہذیب اور موضوعات کی چھاپ رہی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے تسلط کے باعث۔ گویا یوں کہاں جاسکتا ہے کہ ایرانی تہذیب نہیں بلکہ ایران میں عربی اور ایرانی اثرات کے امتزاج سے جو ملی جلی تہذیبی زندگی کا جنم ہوا تھا اور جسے ہم عرب ایرانی تہذیب کہہ سکتے ہیں اس کا اثر اُردو پر بھی بہت گہرا ہے۔

مسلمان یہاں آئے باہر سے لیکن انہوں نے اس دیش کو اپنا وطن بنالیا۔ یہیں پیدا ہوئے، یہیں مرے۔ یہ ملک ان کا اپنا ملک ہے، انہیں پیارا ہے بہت پیارا۔ لیکن انہوں نے یہاں کے قدیم تہذیبی نظام میں اپنے آپ کو بالکل گم نہیں کر دیا۔ وہ خود ایک اعلیٰ درجے کی تہذیب رکھتے تھے اور اپنے مذہب کی باتوں کو بالکلیہ نظرانداز کر دینا ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ دو تہذیبوں کا تصادم ہوتا ہے تو اعلیٰ درجہ کی تہذیب کمتر درجے کی تہذیب پر حاوی ہو جاتی ہے۔ معمولی سے اثرات مغلوب تہذیب کے البتہ راہ پاجاتے ہیں۔ مسلمان مضبوط مذہبی عقائد رکھتے ہیں اور خود ایک بہتر تہذیب کے حامل ہیں۔ ایسی صورت میں یہاں ان کی تہذیب کا پورا کا پورا کھو کر رہ جانا ممکن ہی نہیں تھا۔ مقامی ہندوستانی تہذیب کئی ہزار سال سے چلی آنے والی روایات کا ایک پائدار سلسلہ رکھتی تھی اس کا بھی کسی بیرونی تہذیب کے آگے ہتھیار ڈال دینا ناممکن تھا۔

اُردو، اِن دونوں تہذیبوں کے ملاپ کا سبب سے دلکش اور خوبصورت نتیجہ ہے۔ مسلمان جب باضابطہ طور پر یہاں آئے اور پنجاب میں ان کا اثر و تسلط قائم ہوا تو اس وقت مقامی طور پر ہندوستان کے لسانی ڈھانچے میں بڑی اہم اور دوررس تبدیلیاں تیزی سے ہو رہی تھیں، تو مختلف بولیوں اور بھاشاؤں کا اپنا اپنا کینڈا بن رہا تھا۔ پوربی پنجاب اور دہلی کے پچھمی علاقے میں لوگ کھڑی بولی کو اپنائے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی آمد اور ان کے غلبے کی وجہ سے ترکی، فارسی اور عربی الفاظ کی ملاوٹ اس بنتی ہوئی زبان میں ہونے لگی۔ اردو نے کھڑی بولی میں نکھر کر ایک نیا روپ پایا۔ مسلمان چاہے وہ کوئی بھی زبان بولتے رہے ہوں ایسا نہیں کر سکتے تھے کہ زبر دستی اپنی زبان مقامی لوگوں پر لاد دیتے۔ مقامی لوگوں کے ساتھ روزمرہ کے معاملات اور تعلقات کی ضرورت نے انہیں مقامی زبان بولنے پر مجبور کیا البتہ یہ ہوا کہ وہ اس میں اپنی زبانوں کے الفاظ بھی ملاتے گئے۔

یہ لسانی تال میل اور تبادلہ تہذیبی تبادلے کا صرف ایک رخ یا پہلو ہے۔ ان دونوں تہذیبوں کا وسیع پیمانے پر میل جول ہوا۔ ہر گروہ نے شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنی تہذیبی روایات سے وابستہ رہنے کی کوشش کی لیکن نتیجتاً ایک گنگا جمنی تہذیب وجود میں آئی۔

دونوں تہذیبوں کے ایک دوسرے پر اثرات کی فہرست بڑی طویل ہے۔ اور یہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھتے ہے۔ زبان، رسوم و رواج، لباس، آداب، رہن سہن کے طریقے حتی کہ مذہبی عقائد بھی ان سے محفوظ نہ رہ سکے۔ مذہب کے قلعے کے کنگورے بہت اونچے تھے۔ لیکن تہذیبی اثرات کا پھندا وہاں تک بھی پہنچا۔ ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول سے جس مشترک تہذیب کی بنیاد پڑی اس میں دونوں قوموں کی بعض نسلی اور مذہبی خصوصیات کو چھوڑ کر دونوں تہذیبوں کے عناصر یکساں طور پر پائے جاتے ہیں۔ آج ہندوستان کے مسلمانوں میں مذہب کے نام پر ہی کئی ہندووانہ رسمیں داخل ہو گئی ہیں۔ معاشرت میں یہ رنگ اتنا گہرا ہے کہ آج خالص اسلامی معاشرت اور رسوم کا پہچاننا بھی مشکل ہے۔ اسی طرح ہندو مذہب اور ہندو تہذیب بھی اسلامی تہذیب اور مذہب اسلام سے متاثر ہوئی ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی اور معاشرتی اصلاحیں اور کایستھ اور کشمیری برہمن خاندانوں کی معاشرت اس کا ثبوت ہے۔ اردو شاعری اسی مشترکہ تہذیب کا نتیجہ اور مشترک ادبی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ اس طرح بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مقامی ہندوستانی روایات کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس کے اثرات اردو شاعری میں نہ ملتے ہوں۔

زبان کے اثرات:

اردو شاعری مختلف ادوار سے گزری ہے۔ ابتدائی دور میں اس پر ہندی الفاظ اور خیالات اس قدر چھائے ہوئے تھے کہ اسے ہندی شاعر سے الگ کر کے

دیکھنا مشکل ہے۔ یہ تب کی بات ہے جب اردو زبان بن رہی تھی، اور اسے کوئی مستقل زبان کی حیثیت حاصل نہیں ہوئی تھی، اردو شاعری کے دکنی دور سے ہے۔ قلی قطب شاہ اور وجہی سے لے کر ولی اور سراج تک لیکن ولی اور سراج کو الگ بھی کر دیا جائے تو یہ دکنی شاعری ہندوستانی اثرات سے بھری پڑی ہے۔ پھر بھی یہاں اس کے بارے میں ہلکا سا اشارہ کر دینا مناسب نہیں ہو گا۔ دکن کے لوگ ہمیشہ سے ہی آریائی ہندوستان کے اثرات سے آزاد رہنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس کے بارے میں دو رائیں چاہے نہ ہوں کہ اردو آریائی ہندوستان میں پیدا ہوئی اور بعد میں دکن پہنچی۔ لیکن جب دکن کے لوگوں نے اسے اپنا لیا تو پھر اس پر شمال کے اثرات ختم ہو گئے۔ شمال ہند کی حکومتیں فارسی کی سرپرستی کر رہی تھیں۔ دکن کے بادشاہوں نے اردو کی سرپرستی کی۔ شمال میں ایرانی تہذیب کے اثرات تھے تو یہاں اردو، ایرانی چھاپ سے آزاد رہی اور مقامی چیزوں اور روایات کا اثر زیادہ رہا۔ بہر حال اس دور کو وڑ کر میں یہاں اس زمانے سے بحث کروں گا جب ریختہ نے اردو زبان کا روپ دھارا اور فارسی زبان نے اردو کے لیے جگہ چھوڑ دی۔ فارسی شعرا نے بھی کچھ اشعار اردو میں کہے اور بعد میں تو اردو ہی میں شاعری ہونے لگی۔ یہاں ان الفاظ سے بھی بحث نہیں کروں گا جو اردو کے تھے میں خالص ہندی اور ہندووانہ الفاظ پیش کروں گا۔ بعض الفاظ ایسے ہیں جو فارسی یا عربی کے معلوم ہوتے ہیں لیکن معنوی سطح پر ان کی اصل ہندوستانی ہے۔ جیسے دیر و حرم، مسجد و بت خانہ، شیخ و برہمن ناقوس و اذاں اور تسبیح و زنار وغیرہ۔ میر کہتے ہیں۔

قشقہ کھینچا، دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا ۔۔۔ میر کے دین مذہب کو پوچھتے کیا ہو ان نے تو
حسن زنار ہے تسبیح سلیمانی کا ۔۔۔ کفر کو کچھ چاہیے اسلام کی رونق کے لیے
کہاں کہاں تیرا عاشق تجھے پکار آیا ۔۔۔ اذاں دی کعبے میں ناقوس دیر میں پھونکا

یہ الفاظ فارسی شاعری کے اثر سے آئے لیکن ہندوستانی اثرات سے ان کا رنگ اور نکھرا۔ خالص ہندووانہ الفاظ جن سے ہندو کلچر کے مختلف اثرات کا اندازہ ہوتا ہے یہ ہیں۔

جی میں ہے کہہ بیٹھے اب جے کنھیا لال کی ۔۔۔ سانولے پن پر غضب دھج ہے بسنتی شال کی ۔۔۔ [illegible]:
لالہ کہتا ہے چمن میں کہ یہ گردھاری ہے ۔۔۔ سانولے پن پہ، قبا ہے جو ترے، بھاری ہے ۔۔۔ [illegible]:

ارجن کا بان مارا مژگاں نے تیرے پیارے سوداؔ

الکا رام رام کرتی ہے ڈر کے میرے شہ جدائی سے امیرؔ

ہوں مسلمان مگر بول اٹھوں جے کالی کی سانولی دیکھ کے مورت کسی متوالی کی

عورتوں کی زبان پر ہندی الفاظ زیادہ ہیں:

محفل مشاعروں کی اکھاڑا ہے بھیم کا   ٹکلے ٹکلے نقطے پر موئے لڑتے ہیں مردُوے

یہ تو ہوئی عام شاعری کی بات۔ ہندووانہ الفاظ کی ہمہ گیری سے خالص مذہبی شاعری بھی خالی نہیں ہے۔ مشہور نعت گو محسن کاکورویؔ کے مشہور نعتیہ قصیدے کی تشبیب پوری مقامی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔

برق کے کاندھے پہ لائی صبا گنگا جل   سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادلؔ

جا کے جمنا پہ نہانے میں بھی ہے طول امل   گھر میں اشنان کریں سرو قدان گوکلؔ

سینۂ تنگ میں دل گوپیوں کا ہے بے کل   دیکھیے ہو گا سری کرشن کا کیونکر درشن

تشبیہہ واستعارے:

شاعر یا کوئی اپنے اس پاس جو کچھ بھی دیکھتا ہے اسی کو تشبیہہ اور استعارے کے کام میں لاتے ہیں۔ اردو شاعروں نے ہندی تشبیہیں بھی بہت استعمال کی ہیں۔

قد کی تشبیہہ بوٹے اور کونپل سے : امیرؔ

ہونے دو جواں سرو صنوبر سے بڑھیں گے   ہر چند لڑکپن میں ہے بوٹا سا قدان کا

یا خیال سے نکلتی کونپل کا   ابھی اس نونہال پر عالم

زلفوں کی مثال گھٹا سے: امیرؔ:۔

لٹک کے زلفیں جو آپڑیں ہیں کمر کسی کی لچک رہی ہے

بلا کی آئی ہیں وہ گھٹائیں غضب کی بجلی چمک رہی ہے

زلف کی گھٹا سے اور گالوں کی لالی کی شفق سے: آتشؔ:۔

پانی بھرے گھٹا ترے بالوں کے سامنے   پھولے شفق تو زرد ہو گالوں کے سامنے

زلف کی تشبیہہ جمنا کی موج سے: ولیؔ

رنگ اس کے جوں سنا سی ہے   زلف ہے تیری موج جمنا کی

میرؔ کی زبانی ہندی بتوں کی تعریف

صندل بھری جبیں میں ہونٹوں کی لالیوں میں   صبحِ چمن کا جلوہ ہندی بتوں میں دیکھا

آنکھ اور کنول کا پھول: آتشؔ

دیکھیے آتشؔ کنول پھولے ہوئے تالاب میں   آئینہ میں عکس چشمِ یار کا عالم نہ پوچھ

بحریں:

اردو شاعری کے اساتذہ نے ہندی بحروں میں بھی اشعار کہے ہیں نئی بحریں ایجاد کیں۔ میرؔ، سوداؔ، انشاؔ، اور ذوقؔ کے پاس ایسی بحریں ملتی ہیں۔

سلاطین کی شاعری سے ایک مثال :

کنڈی نہ ہلاتی جا کر نہ جگاتی نیند اس کو نہ آتی   میں پھاند کے دیوار جو کل رات نہ جاتی

"عظمت اللہ خان نے پنگل کے مطابق ہندی بحروں میں شاعری کی اور گیت بھی لکھے۔ان کے مجموعۂ کلام کا نام ہے: سریلے بول۔

ہندو فلسفہ اور ویدانت :

اردو شاعری میں اسلامی تصوف کے ساتھ ویدانت کے مسائل بھی ملتے ہیں۔اردو کے ہندو شعراء نے جہاں صرف ویدانت کے مسائل اپنی شاعری میں پیش کیے وہیں اس میں اسلامی تصورات کی بھی گہری چھاپ ہے۔مہاراجہ کشن پرشاد کے دو نعتیہ اشعار پیش ہیں۔

ہم عاشقِ صادق ہیں تو ایسا نہ کریں گے   احمد کے سوا عشق کسی کا نہ کریں گے

شاعری کی اصناف:

ہر زبان اور اس کی شاعری میں بعض اصناف ایسی ہوتی ہیں کہ صرف اس کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔ان کی نقل ممکن نہیں۔ہندی کی بعض اصناف ایسی ہیں کہ ان کی نقل نہیں کی جاسکتی۔ نقل کی جائے گی تو زبان ہندی یا ہندی نما ہو جائے گی۔اردو میں دوہے اور ٹھمریاں وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔بعض شعراء نے "بارہ ماسے" بھی لکھے جو خالص ہندوستانی تہذیب کی آئینہ دار ہیں۔

ہندو قصوں اور افسانوں پر اردو مثنویاں: شیریں فرہاد، لیلیٰ مجنوں کے ساتھ ساتھ نل اور دمن بھی موجود ہیں۔صرف نام ہی نہیں بلکہ پوری کی پوری مثنویاں موجود ہیں۔میر تقی میر نے ہندو پرسُرام کی داستان عشق لکھی۔

مسلمان شعراء اور ہندو مذہب :

قدیم شعراء میں نظیر اکبر آبادی کو اس بات میں خاص امتیاز حاصل ہے۔انھوں نے اس موضوع پر کثرت سے نظمیں لکھیں چند نظموں کے نام یہ ہیں۔

1) کنھیا جی کی شادی   2) بالپن میں بانسری بجیا   3) کنھیا جی کا جنم   4) بلدیو جی کا میلہ   5) کنھیا جی کی راس
6) جوگی کا روپ   7) راکھی   8) شیو شنکر کی برات   9) مہادیو کا بیان   10) درگا جی کے درشن وغیرہ۔

نظیر اکبر آبادی کے علاوہ عبرت اور مشہدی نے پدماوت کو اردو کا روپ دیا۔ناظر نے ہندووانہ موضوعات پر نظمیں لکھیں۔جوگی اور ہیر رانجھا ان کی مشہور نظم ہے۔علامہ اقبال نے گرو نانک، سوامی رام تیرتھ اور نیا شوالہ جیسی نظمیں لکھیں اور ہندو مذہب کے اکابر کے نام بھی احترام کے ساتھ لیے ایک نظم میں ہندوستان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا   چشتی نے جس زمین میں پیغام حق سنایا

ہندو تہوار:

بسنت، ہولی، دیوالی اور دسہرے پر اردو میں بے شمار ان گنت نظمیں موجود ہیں۔بسنت اور ہولی کی بہار تو اردو شاعری کی اہم تشبیہیں ہیں۔

ہجوم رکھتے ہیں جانباز، یوں ترے آگے
جواریوں کا دیوالی میں جیسے جمگھٹ ہو (ناسخ)
دل مرا تم کو لگا ہے دسہرہ کی بتاں
فتح ہے سال بھر اس کی جو اس کو لوٹے گا (یقیں)

ہولی اور بسنت پر پوری پوری نظمیں ہیں۔ہولی پر میر لکھتے ہیں۔

اور اڑے ہے گلال کس کس ڈھنگ   پھر لبالب ہیں آبگیرے آب رنگ

بسنت پر اسمٰعیل میرٹھی کے مشاہدات۔

پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی　　　　ہیں جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی

دیوالی کا منظر نظیر اکبر آبادی کی زبانی۔

"پکارتے ہیں" لالہ دوالی ہے آئی　　　　مٹھائیوں کی دکانیں لگائے حلوائی

شادی اور غمی کی ہندوستانی رسمیں:۔

مسلمانوں میں شادی وغیرہ کی تقریبات میں ہندووانہ اور ہندوستانی رسمیں سرایت کر گئی ہیں۔ اردو شاعری پر بھی اس کا اثر بہت گہرا ہے۔

وطن کی محبت:

مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنالیا۔ یہاں کی ہر چیز ان کی اپنی ہو گئی۔ ہندوستان ان کا جنم بھومی بن گیا۔ اردو میں بھی اس جنم بھومی کی بہاریں موجود ہے۔ اپنے وطن ہندوستان سے اردو شعراء کو ابتدا ہی سے محبت رہی ہے اس وقت حب الوطنی کے قومیت کا موجودہ تصور موجود نہیں تھا۔ اسمعیل میرٹھی، الطاف حسین حالی، نادر کاکوروی اور بیسوں شعراء کے کلام حب الوطنی کے اظہار سے بھرے پڑے ہے۔ موجودہ دور میں اقبال کا ترانہ ہندی

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

کبھی نہیں بھلایا جا سکتا۔

اقبال کی کلیات اور نظم "نیا شوالہ" کے کچھ اشعار پیش ہیں۔

آ اک نیا شوالہ اس دیس میں بنا دیں　　　　سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی

میر کہتے ہیں : دلّی اور دلّی کی تباہی پر جو شہر آشوب اور مرثیے لکھے گئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے　　　　دلّی جو اک شہر تھا عالم میں انتخاب

اس کے علاوہ مختلف مقامات جیسے کاشی، بنارس، پراگ، کلکتہ، عظیم آباد، الہ آباد اور کان پور وغیرہ کئی شہروں کا محبت کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔

باغ اور پھول:

اردو شاعری میں خالص ہندوستانی پھولوں کی بہار دیکھیے۔ میر حسن اپنی مثنوی سحر البیان میں باغ کا منظر یوں پیش کرتے ہیں۔

کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا　　　　چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا

ان پھولوں کے علاوہ گل عباس، مدن مست، جوہی، ساونی، مالتی، دونا، مردا، کیوڑا، کنول اور سنگھاڑے وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔

پھل اور میوے:

ہندوستانی پھل مثلاً آم، شریفے (سیتا پھل) نارنگی، بیری، املی، ککڑی ہر بوزا اور خر بوزے اور سبزی ترکاری مثلاً کریلا، پالک وغیرہ کا ذکر اکثر ملتا ہے۔

اناج (غلّے):

غلّے کچھ ہندوستان کے ساتھ مخصوص نہیں ہر ملک کے غلّے یہاں پیدا ہوتے ہیں۔ بہر حال اردو شاعری میں غلّوں کے نام بھی خوب ملتے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کے نظم "بنجارا نامہ" کے دو شعر پیش ہیں۔ جس میں غلّوں اور دوسری استعمال کی چیزوں کے نام موجود ہیں۔

کیا گیہوں، چاول، موٹھ، مٹر کیا آگ، دھواں اور انگارہ
کیا داکھ، منقی، سونٹھ، مرچ، کیا کیسر، لونگ، سپاری ہے
کیا شکر، مصری، قند گری، کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے

دھان اور سرسوں کے کھیتوں کا بھی اردو شاعری میں بہت ذکر ہے۔

جانور: تمام مشہور جانوروں کے نام اردو شاعری میں ملتے ہیں۔ پرندوں پر پوری کی پوری نظمیں موجود ہیں۔ پپیہا، کوئل، چکور، سارس، ہنس، توتا، کبوتر، بھنورا، تتلی ہرن اور ہاتھی وغیرہ کے نام بھی شکار کے بارے میں لکھی گئی مثنویوں میں ملتے ہیں۔

موسم: جاڑا گرمی اور برسات ہندوستان کے موسم ہیں، موسم بہار کو بھی اس میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ان موسموں پر اردو میں بے شمار نظمیں اور اشعار موجود ہے۔ برسات پر سب سے زیادہ نظمیں ہیں۔ ان نظموں میں اس موسم میں پائے جانے والے جانوروں اور پرندوں کے نام بھی ملتے ہیں۔ اردو شاعری میں ساون کی بہاروں کے کیا کہنے۔ گویا اردو شاعری ہندوستانی روایات، تہذیب وتمدن اور رسم ورواج کے ذکر سے بھری پڑی ہے۔ موجودہ دور کے بیشتر شعراء کا کلام بھی ہندوستانی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

حوالہ جات:

کلیاتِ قلی قطب شاہ۔ قلی قطب شاہ۔
لکھنؤ کا دبستانِ شاعری۔ ابواللیث صدیقی
اردو غزل اور ہندوستانی ذہن وتہذیب۔ گوپی چند نارنگ
کلیاتِ ولی۔ ولی اورنگ آبادی
اردو کی تین مثنویاں۔ خان رشید
کلیاتِ نظیر۔ نظیر اکبر آبادی
کلیاتِ اقبال۔ علامہ اقبال
مثنوی سحر البیان۔ میر حسن دہلوی

By : SYED FAREED AHMAD NAHRI
Associate Professor and Head, Dept of Urdu,
Milliya Arts, Science and Management Science College, Beed-431122 Maharashtra
Email: sfa123.nahri@gmail.com
Mob: 9225303317